سلسلہ خطبہ 39
خطبۂ جمعۃ المبارک
خطبہ رائٹر
ابوضیاء تنزیل عابد
مدرس: جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا
عنوان:
سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ
فضائل وخصائل
زیرِ اہتمام
شعبہ تبلیغ جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: فضائل و

اہم عناصر:

- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعارف
- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل
- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے چند قابلِ عمل گوشے
- شہادت سیدنا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذھِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ اَھلَ البَیتِ وَیُطَھِّرَکُم تَطھِیرًا [الاحزاب:33]

ذی وقار سامعین!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذی شان ہے:

"فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ"

"تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین جو کہ ہدایت یافتہ ہیں، کی پیروی لازم ہے۔"

ان خلفاء راشدین میں سب سے پہلے نمبر پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوسرے نمبر پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، تیسرے نمبر پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور چوتھے نمبر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت اسلامی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے، آپ کو جہاں خلیفہ رابع ہونے کا شرف حاصل

ہے وہیں آپ کے حصے میں یہ مرتبت بھی آئی کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور داماد ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔

آج کے خطبہ جمعہ میں ہم اللہ کے فضل و کرم سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعارف اور ان کے فضائل و مناقب سمجھیں گے۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعارف

نام اور کنیت:

علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، آپ کے دادا عبد المطلب بن ہاشم پر آپ کا نسب خاندان نبوت سے مل جاتا ہے۔ عبد المطلب کے صاحبزادے ابو طالب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے۔

آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ یہ نسبت آپ کے بڑے صاحبزادے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف ہے جو کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو تراب بھی ہے، اس کنیت سے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا تھا، جب آپ کو ابو تراب کہہ کر پکارا جاتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے، اس کنیت کی وجہ یہ تھی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو علی رضی اللہ عنہ کو گھر پر نہ پایا، آپ نے پوچھا: ”تمھارے سسر زاد (شوہر) کہاں

ہے؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک معاملہ پر میرے اور ان کے درمیان اَن بَن ہو گئی، وہ مجھ سے ناراض ہو کر یہاں سے چلے گئے، میرے پاس قیلولہ بھی نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: دیکھو وہ کہاں گئے، وہ صاحب تلاش کر کے لوٹے تو بتایا کہ اے اللہ کے رسول! وہ مسجد میں سو رہے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا تو وہ بے خبر سو رہے ہیں اور نصف چادر زمین پر ہے، اور جسم پر مٹی لگی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ علی رضی اللہ عنہ کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور کہا؛

قُمْ أَبَاتُرَاب ”اے ابوتراب! اٹھ جاؤ۔“ [بخاری: 441، مسلم: 6229]

ولادت:

آپ کی ولادت بعثت نبوی سے دس برس پہلے ہوئی۔ [فتح الباری: 7/174]

قبولِ اسلام:

بچوں میں سب سے پہلے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایمان لے کر آئے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سیّدنا علی بن ابی طالب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اس وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام لا چکی تھیں، دیکھا تو دونوں نماز پڑھ رہے تھے، علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا معاملہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛

دِيْنَ اللّٰهِ اصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، وَ بَعَثَ بِهِ رُسَلَهُ، فَأَدْعُوْكَ إِلَى اللّٰهِ وَحْدَهُ وَ إِلَى عِبَادَتِهِ، وَ تَكْفُرُ بِاللَّاتِ وَ الْعُزّٰى

”یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے اپنے لیے پسند کیا اور اسی کے لیے انبیاء کو مبعوث کیا ہے، میں تمہیں بھی اللہ واحد اور اس کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لات اور عزیٰ کو معبود ماننے سے انکار کر دو۔“

علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ وہ بات ہے جسے میں نے پہلے کبھی نہیں سنا اور جب تک میں ابوطالب سے ذکر نہ کرلوں کچھ فیصلہ نہیں کرسکتا، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا تھی کہ جب تک اسلام کی اعلانیہ دعوت کا آغاز نہ ہو یہ راز فاش نہ ہو، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

يَا عَلِيُّ إِذَا لَمْ تُسْلِمْ فَاكْتُمْ "اے علی! اگر تم ایمان نہیں لاتے ہو تو اس کو ابھی پوشیدہ رکھنا۔"

علی رضی اللہ عنہ اس رات خاموش رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی، صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ نے مجھے کل کیا دعوت دی تھی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَتَكْفُرُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَتَبَرَّأُ مِنَ الْأَنْدَادِ

"اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور لات وعزیٰ کو معبود ماننے سے انکار کردو، اور کسی کو اس کا شریک ٹھہرانے سے براءت کا اظہار کرو۔"

چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا، پھر اسلام لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوطالب سے چھپ چھپا کر آیا کرتے اور اپنے اسلام کو ان پر ظاہر نہ کرتے۔ [البدایۃ والنہایۃ: 4/61]

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل

امام اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے؛

ماجاء لأحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الفضائل ما جاء لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه

"جتنے فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے (احادیث میں) آئے ہیں اتنے فضائل کسی دوسرے صحابی کے نہیں آئے۔"[مستدرک الحاکم: 4572 حسن]

اسی طرح امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی 360ھ) فرماتے ہیں؛

"جان لو، اللہ ہم اور تم پر رحم کرے، بے شک اللہ کریم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ فضیلت عطا فرمائی۔ خیر میں آپ کی پیش قدمیاں عظیم ہیں اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ آپ عظیم فضیلت والے ہیں۔ آپ جلیل القدر، عالی مرتبہ اور بڑی شان والے ہیں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور چچازاد، حسن و حسین کے ابا، مسلمانوں کے مردِ میدان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے والے، ہم پلہ لوگوں سے لڑنے والے، امام عادل زاہد، دنیا سے بے نیاز (اور) آخرت کے طلب گار، متبع حق، باطل سے دور اور ہر بہترین اخلاق والے ہیں۔

اللہ ورسول آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ اللہ ورسول سے محبت کرتے ہیں۔

آپ ایسے انسان ہیں کہ آپ سے متقی مومن ہی محبت کرتا ہے اور آپ سے صرف منافق بدنصیب ہی بغض رکھتا ہے۔

عقل، علم، بردباری اور ادب کا خزانہ ہیں، رضی اللہ عنہ"[الشریعۃ ص714، 715]

چند فضائل پیشِ خدمت ہیں:

زبانِ نبوت سے جنت کی بشارت:

❁ **عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَخْنَسِ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ، فَذَكَرَ رَجُلٌ عَلِيًّا- عَلَيْهِ السَّلَام-، فَقَامَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي سَمِعْتُهُ**

وَهُوَ يَقُولُ: عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ: النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ. وَلَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ الْعَاشِرَ! قَالَ: فَقَالُوا: مَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ، قَالَ: فَقَالُوا: مَنْ هُوَ؟ فَقَالَ: هُوَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ.

ترجمہ: جناب عبدالرحمٰن بن الاخنس سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے جب ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "دس اشخاص جنت میں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہیں، ابو بکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر بن عوام جنت میں ہیں، سعد بن مالک جنت میں ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں۔" اگر میں چاہوں تو دسویں کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ تو وہ خاموش ہو رہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہے تو انہوں نے کہا: وہ سعید بن زید ہے۔ [ابو داؤد: 4649 صححہ الالبانی]

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

القائمُ بعدِي في الجنةِ، والّذي يقومُ بعدَهُ في الجنةِ، والثالثُ والرابعُ في الجنةِ

"میرے بعد شریعت پر عمل پیرا ہونے والا جنت میں جائے گا اور اس کے بعد شریعت کو اپنانے والا اور اس کے بعد تیسرے دور کا آدمی اور اسکے بعد چوتھے دور کا آدمی سب جنت میں داخل ہوں گے۔" [سلسلہ صحیحہ: 2319]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین:

مشہور جلیل القدر صحابی اور فاتح قادسیہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا؛

أنت مني بمنزلة هارون من موسى، إلا أنه لا نبي بعدي

"تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہما السلام سے ہے اِلا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" [بخاری: 3706]

اس حدیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن یادر رہے کہ اس کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

اس ذات (اللہ) کی قسم ہے جس نے دانہ پھاڑا (فصل اگائی) اور مخلوقات پیدا کیں، میرے ساتھ نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میرے (علی رضی اللہ عنہ کے) ساتھ محبت صرف مومن ہی کرے گا اور (مجھ سے) بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔ [مسلم: 131/ 78]

معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مومنین محبت کرتے ہیں اور بغض کرنے والے منافق ہیں۔ تمام اہلِ سنت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت اور پیار کرتے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ:

"ایک قوم (لوگوں کی جماعت) میرے ساتھ (اندھا دھند) محبت کرے گی حتیٰ کہ وہ میری (افراط والی) محبت کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی اور ایک قوم میرے ساتھ بغض رکھے گی حتیٰ کہ وہ میرے بغض کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی"۔

[فضائل الصحابۃ 2/ 565 ح 952 صحیح]

علی رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے:

سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں وفات پائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین سے راضی تھے۔[بخاری:3700]

علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کے ولی (دوست) ہیں:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

إن علياً مني و أنا منه وهو ولي كل مؤمن[ترمذی:3712 صححہ الالبانی]

"بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ ہر مومن علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

من كنت مولاه فعلي مولاه

"جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ ہیں۔"[ترمذی:3713 صححہ الالبانی]

لغت میں مخلص دوست کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔[دیکھئے القاموس الوحید ص1900]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا؛

أنت أخونا و مولانا "تُو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔"[بخاری:2699]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا؛

هٰذا مني و أنا منه "یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔" [صحیح مسلم: 2472]

بعض روافض کا حدیثِ ولایت سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا دعویٰ کرنا ان دلائل سابقہ و دیگر دلائل کی رُو سے باطل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے دعا فرمائی؛

اللهم عافه أو اشفه "اے اللہ! اسے عافیت یا شفا عطا فرما۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس کے بعد کبھی بیمار نہیں ہوا۔ [مسند احمد: 637 حسن]

زبانِ نبوت سے شہید کا لقب ملا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حراء پہاڑ پر تھے، آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے، اتنے میں چٹان حرکت کرنے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

اهدأ فما عليک إلا نبي أو صديق أو شهيد

"تھم جاؤ، کیونکہ تمہارے اوپر نبی، صدیق، اور شہید ہیں۔" [مسلم: 2417]

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت

ابن ملجم، بُرَک بن عبد اللہ اور عمرو بن بکر التیمی ایک جگہ جمع ہوئے، ملکی حالات پر گفتگو کی۔

چنانچہ ابن ملجم نے کہا: میں علی بن ابی طالب کو قتل کروں گا، بُرَک بن عبد اللہ نے کہا: میں معاویہ کو قتل کروں گا، عمرو بن بکر تمیمی نے کہا: میں عمرو بن عاص کو قتل کروں گا، پھر انھوں نے اپنی اپنی ذمہ داری نبھانے کے لیے ایک دوسرے سے پختہ وعدہ اور قسمیں لیں اور یہ طے

ہوا کہ جس کے ہدف پر جو آدمی ہے وہ اسے ہر حال میں قتل کرے گا، یا خود بھی مار دیا جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے اپنی اپنی تلواریں لیں اور اسے زہر آلود کیا، 17/ رمضان کی تاریخ پر سب کا اتفاق ہوا کہ اس دن ہر ایک اپنے اپنے مطلوبہ شخص پر حملہ کرے، پھر یہ سب اپنے اپنے مطلوبہ شخص پر حملہ کی تلاش میں ان کے شہروں میں چلے گئے۔[تاریخ الطبری:56/6]

ابن الحنفیہ کا بیان ہے کہ میں نے بھی اس رات لوگوں کے ساتھ جامع مسجد میں نماز پڑھی تھی جس میں نمازیوں کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ لوگ دروازہ کے قریب تک نماز پڑھ رہے تھے، کوئی قیام میں تھا، کوئی رکوع میں اور کوئی سجدہ میں، پوری پوری رات وہ عبادت کرنے اور نماز پڑھنے سے نہیں اکتاتے تھے، اسی رات کی صبح علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لیے نکلے اور حسب معمول لوگوں کو نماز! نماز! کی ندا دینے لگے، مجھے یاد نہیں ہے کہ آپ دروازہ سے باہر نکل سکے تھے یا نہیں اور نماز! نماز! کی ندا لگا پائے تھے یا نہیں، اتنے میں میں نے ایک چمک دیکھی اور یہ آواز سنی کہ

الحکم للہ یا علی لا لک و لا لاصحابک یا علی!
"حکومت صرف اللہ کی ہے تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی نہیں۔"

پھر میں نے ایک تلوار دیکھی اور پھر فوراً دوسری تلوار پر نظر پڑی، پھر علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ آدمی بھاگ کر نکلنے نہ پائے، لوگوں نے ہر طرف سے اسے گھیر لیا، پھر وہ جنبش نہ کرسکا کہ پکڑ لیا گیا اور علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا، لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کے پاس گیا، آپ فرما رہے تھے: جان جان کے بدلے، اگر میں مر جاؤں تو جس طرح اس نے مجھے قتل کیا ہے اسے بھی قتل کر دینا اور اگر میں زندہ بچا تو خود دیکھ لوں گا۔ محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ گھبراہٹ کے عالم میں حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، ابن ملجم ان کے سامنے مشکوں

میں بندھا کھڑا تھا، ام کلثوم بنت علی نے جو کہ اپنے والد کی حالت دیکھ کر رو رہی تھیں، ابن ملجم سے کہا: اے اللہ کے دشمن! میرے باپ کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا اور اللہ تجھے رسوا کرے گا، ابن ملجم نے کہا: پھر تم رو کیوں رہی ہو؟ میں نے اس تلوار کو ایک ہزار درہم میں خریدا تھا اور ایک ہزار خرچ کر کے اسے زہر آلود کیا تھا، اگر اس کی ضرب تمام اہل شہر پر پڑے تو بھی کوئی شخص زندہ نہ بچے۔[تاریخ الطبری:6/62]

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے چند قابلِ عمل گوشے

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ، مثال اور ماڈل ہے، اب ہم سیرتِ علی رضی اللہ عنہ کی چند باتیں آپ کے سامنے رکھیں گے جن پر عمل کر کے زندگیاں سنواری جاسکتی ہیں۔

1۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے، ابو مرثد رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ نے ایک مہم پر بھیجا۔ ہم سب شہسوار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ سیدھے چلے جاؤ۔ جب روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی' وہ ایک خط لیے ہوئے ہے جسے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے نام بھیجا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ کا پتہ دیا تھا ہم نے وہیں اس عورت کو ایک اونٹ پر جاتے ہوئے پالیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط لا۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بیٹھا کر اس کی تلاشی لی تو واقعی ہمیں بھی کوئی خط نہیں ملا۔ لیکن ہم نے کہا

مَا كَذَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَتُخرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی خط نکال ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔"

جب اس نے ہمارا یہ سخت رویہ دیکھا تو ازار باندھنے کی جگہ کی طرف اپنا ہاتھ لے گئی وہ ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی اور اس نے خط نکال کر ہم کو دے دیا ہم اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمر ص نے کہا کہ اس نے (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ نے) اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کی گردن ماردوں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ حاطب صلی اللہ علیہ وسلم بولے اللہ کی قسم! یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ اللہ اور اس کے رسول پر میرا ایمان باقی نہیں رہا تھا میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ (مکہ میں باقی رہ جانے والے) میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں آپ کے اصحاب میں جتنے بھی حضرات (مہاجرین) ہیں ان سب کا قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ ان کے ذریعے ان کے اہل ومال کی حفاظت کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتا دی ہے اور تم لوگوں کو چاہیئے کہ ان کے متعلق اچھی بات ہی کہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا؛

إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

اس شخص نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کی ہے آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا یہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالی اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود فرما چکا ہے کہ "تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت ضرور ملے گی" (یا آپ نے یہ فرمایا کہ) میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔[بخاری:3983]

2۔ فرمانِ رسول ﷺ پر عمل:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَقَالَ: «أَلاَ أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ؟ تُسَبِّحِينَ اللهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَتَحْمَدِينَ اللهَ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَتُكَبِّرِينَ اللهَ أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ» ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلاَثُونَ، فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ، قِيلَ: وَلاَ لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ قَالَ: وَلاَ لَيْلَةَ صِفِّينَ

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور آپ سے ایک خادم مانگا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہو۔ سوتے وقت تینتیس (33) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (33) مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس (34) مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ان میں سے ایک کلمہ چونتیس بار کہہ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے ان کلموں کو کبھی نہیں چھوڑا۔ ان سے پوچھا گیا جنگ صفین کی راتوں میں بھی نہیں؟ کہا کہ صفین کی راتوں میں بھی نہیں۔[بخاری:5362]

3۔ نامِ محمد ﷺ کا احترام:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَعْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ، فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لاَ يُقِيمَ بِهَا إِلَّا ثَلاَثَ لَيَالٍ، وَلاَ يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلاَحِ، وَلاَ يَدْعُوَ مِنْهُمْ أَحَدًا، قَالَ: فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، فَقَالُوا: لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَبَايَعْنَاكَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، فَقَالَ: «أَنَا وَاللهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَأَنَا وَاللهِ رَسُولُ اللهِ» قَالَ: وَكَانَ لاَ يَكْتُبُ، قَالَ: فَقَالَ لِعَلِيٍّ: «امْحَ رَسُولَ اللهِ» فَقَالَ عَلِيٌّ: وَاللهِ لاَ أَمْحَاهُ أَبَدًا، قَالَ: «فَأَرِنِيهِ»، قَالَ: فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ کرنا چاہا تو آپ نے مکہ میں داخلہ کے لیے مکہ کے لوگوں سے اجازت لینے کے لیے آدمی بھیجا۔ انہوں نے اس شرط کے ساتھ (اجازت دی) کہ مکہ میں تین دن سے زیادہ قیام نہ کریں۔ ہتھیار نیام میں رکھے بغیر داخل نہ ہوں اور (مکہ کے) کسی آدمی کو اپنے ساتھ (مدینہ) نہ لے جائیں (اگر چہ وہ جانا چاہے) انھوں نے بیان کیا کہ پھر ان شرائط کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لکھنا شروع کیا اور اس طرح "یہ محمد اللہ کے رسول کے صلح نامہ کی تحریر ہے۔" مکہ والوں نے کہا کہ اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ کو روکتے ہی نہیں بلکہ آپ پر ایمان لاتے، اس لیے تمہیں یوں لکھنا چاہئے، "یہ محمد بن عبد اللہ کی صلح نامہ کی تحریر ہے"۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ گواہ ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور اللہ گواہ ہے کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا نہیں جانتے تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ خدا کی قسم! یہ لفظ تو میں کبھی نہ مٹاوں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھے دکھلاو، راوی نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ لفظ دکھایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے اسے مٹادیا۔[بخاری:3184]

4۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

غزوہ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ

"کل جھنڈا اسی شخص کے ہاتھ میں ہوگا جو اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اسے پسند کرتا ہے۔"[صحیح مسلم:6223]

یہ جھنڈا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔

5۔ شجاعت و بہادری:

غزوہ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لأُعْطِيَنَّ هذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ
"کل جھنڈا اسی شخص کے ہاتھ میں ہوگا جو اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اسے پسند کرتا ہے۔"

چنانچہ صحابہ نے اس فکر و تمنا میں رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ معلوم نہیں کون اس کا حق دار ہوگا، صبح ہوئی سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور ہر ایک اس سرفرازی کے لیے منتظر رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)) "علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟" صحابہ نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے، لیکن انھیں بلایا گیا اور وہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لیے دعا فرمائی، جس سے ان کی تکلیف ایسے دُو رہو گئی گویا کبھی تھی ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ میں عَلَمْ دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا میں اس وقت تک ان سے قتال کروں جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

اُنْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ
"تم اپنی مہم پر اطمینان سے گامزن ہو جاؤ، اور ان سے مقابلہ میں اتر کر انھیں اسلام کی دعوت دو اور انھیں بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق ہے واللہ اگر تمھارے ہاتھ پر ایک آدمی بھی ہدایت پا جائے تو تمھارے لیے بے شمار سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔" [صحیح مسلم: 6223]

چنانچہ آپ نے قدم آگے بڑھایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں خیبر فتح کیا۔ اس غزوہ میں علی رضی اللہ عنہ نے بہادری کے جوہر دکھائے اور یہودیوں کے سورما مرحب سے ٹکر لی، مرحب جب ان اشعار کو پڑھتے ہوئے آگے بڑھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مَجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلْهَبُ

”خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار پوش، بہادر اور تجربہ کار! جب جنگ و پیکار شعلہ زن ہو“

اس وقت علی رضی اللہ عنہ جوابا یہ اشعار پڑھے اور آگے بڑھے۔

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَه
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَه
أُوفِيهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَه

”میں وہ شخص ہوں کہ میرا نام میرے ماں نے حیدر (شیر) رکھا ہے، جنگل کے شیر کی طرح خوفناک، انھیں صاع کے بدلہ نیزہ کی ناپ پوری کروں گا۔“ پھر آپ نے مرحب کے سر پر زبردست وار کیا، اسے قتل کر دیا اور آپ کے ہاتھوں فتح حاصل ہوئی۔ [صحیح مسلم:1807]

❁ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا قَالَ بَارَزَ وَظَاهَرَ

ترجمہ: ایک شخص نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں سن رہا تھا کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں انہوں نے تو مبارزت کی تھی اور غالب رہے تھے۔ [بخاری:3970]

❁ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: تَقَدَّمَ -يَعْنِي: عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ-، وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَأَخُوهُ، فَنَادَى: مَنْ يُبَارِزُ؟ فَانْتَدَبَ لَهُ شَبَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِيكُمْ، إِنَّمَا

أَرْدْنَا بَنِي عَمِّنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ يَا حَمْزَةُ، قُمْ يَا عَلِيُّ، قُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ فَأَقْبَلَ حَمْزَةُ إِلَى عُتْبَةَ، وَأَقْبَلْتُ إِلَى شَيْبَةَ، وَاخْتُلِفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيدِ ضَرْبَتَانِ، فَأَثْخَنَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيدِ فَقَتَلْنَاهُ، وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ بدر میں) عتبہ بن ربیعہ سامنے آیا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی آ گئے تو اس نے للکارا: کون ہے جو مقابلے میں آئے؟ اس پر انصاری جوان سامنے آئے۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ تو انہوں نے اس کو بتا دیا (کہ ہم انصاری جوان ہیں) اس نے کہا: ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں۔ ہم اپنے چچازاد چاہتے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اٹھو، اے حمزہ! اٹھو، اے علی! اٹھو، اے عبیدہ بن حارث!) چنانچہ حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابل ہوئے اور میں (علی) شیبہ کے سامنے آیا۔ عبیدہ اور ولید کے درمیان دو دو واروں کا مقابلہ ہوا اور ہر ایک کو ایک دوسرے سے چوٹیں لگیں (اور زخمی ہوئے) پھر ہم دونوں ولید پر چڑھ دوڑے اور اس کو قتل کر ڈالا اور عبید کو اٹھا لائے۔ [ابوداؤد: 2665 صححہ الالبانی]

6۔ جاہلی رسومات کا خاتمہ:

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ

ترجمہ: ابو الہیاج اسدی سے روایت ہے، انھوں نے کہا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمھیں اس (مہم) پر روانہ نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ کیا تھا؟ (وہ یہ ہے) کہ تم کسی تصویر یا مجسمے کو نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور کسی بلند قبر کو نہ چھوڑنا مگر اسے (زمین کے) برابر کر دینا۔ [مسلم: 2243]

ہمارے خطباتِ جمعہ اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں۔

کال / واٹس ایپ

0301-1263168

0306-9230439

0300-8282509